

حیدرآباد میں مولوی منور صاحب بکرماری نے محمدی علیہ السلام کے  
 : نظر بقوم و ستون کے رو سے ایک قصیدہ نام سی نعمت چور کر پر گندہ کیا  
 : یہ رستا کلمہ اسکا جواب ہے۔

چما بوجی صاحب بکرماری صاحب

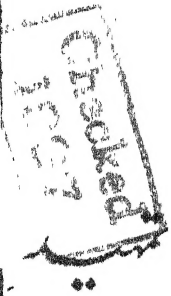
۸۶ نمبر ۱۴۱۱





عشق آہ و خون شد اندر رگ و پوست تھی کہ و مرا از من پیر کردہ بدوست  
 اعفائے وجود ہم ہنگی دوست گرفت نامیت زمین بر من و باقی ہمہ دوست  
 انصاف نامہ۔ ایضا کہ ہمدی علیہ السلام کا زمانہ اظہار ولایت کا ہی عمل  
 حقیقت پر ہوا۔ کیونکہ شریعت خود ظاہر ہوئی۔ حقائق کے اظہار میں شریعت کے ملنے  
 سے قصور و نقور ہوتا ہے۔ اور جب ہمدی علیہ السلام نے دیدار کا دعویٰ کیا  
 وار دنیا میں کیا تو عالموں نے کہا کہ یہ جائز نہیں ہے۔ حضرت نے پوچھا کہ کسی  
 کے پاس جائز بھی ہے۔ تو انھوں نے کہا تحقیق کے پاس حضرت نے  
 فرمایا کہ ماذہب بصیران اور وہ ایم اور رسالہ شریف میں ہے کہ بعض جاہلوں نے  
 اس قول سے ان اللہ لایرئی فی الدنیا ولا یراہ احد من الخلق۔ روایت  
 کی منافی سمجھا ہے۔ اور یہ نہیں جانتے کہ یہ قول طالبان حق کی ترغیب و  
 ترمہیب کے واسطے ہے۔ یعنی جو شخص خدا کو دیکھو نہ دیکھے اور اس کے  
 دیدار کی طلب رکھے۔ چاہے کہ دنیا اور بشریت کی صفت سے نکلی جائے  
 اور فنا حاصل کرے۔ اور دنیا فتن کو کہتے ہیں چہا کہ جی سے مروی ہے  
 کہ ایک شخص نے آپ سے پوچھا۔ یا اللہ یا رسول اللہ۔ قال اللہ یا لفلک  
اذا اقیثتہا فلا دنیا لک۔ جو کہ آپ سے فانی ہوا اسکو دنیا ہو نہ خلق۔  
 جب یہ پردے دور ہو جائیں پھر کوئی چیز دیدار کے مانع نہیں۔  
**قولہ تعالیٰ** فمن کان یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملاً صالحاً۔ اور جہدی  
 عمل صالح کو ترک و جو دکھا ہے انتہی۔ نفس ہو کہ جب ہمدی نے وار دنیا  
 میں دیدار کا دعویٰ کیا ایک ملا نے کہا کہ کیا یہ خالہ کا گھر ہے حضرت نے  
 جواب دیا۔ شجرہ دہی را دور کن از خود یک زمین در نہ وبالایہ تر اگر این غیر شہیدین  
 خانہ خالا۔ اور شیخ نجی الدین ابن عربی کہ علم توحید کے امام تھے ہمدی مہر و

یہ دنیا میں خدا کے  
 دیکھا کی دنیا اور اس کے  
 اسکو نہیں دیکھ سکتی  
 یہ ایسا کہ رسول خدا  
 جہدی سے فانی ہو کر  
 جہدی سے فانی ہو کر



یہ کو کہنے پر دہی دلا کر  
 دیدار کی انتہی دکھاتا ہے  
 کہ عمل صالح کرے

نے ان کے مذہب و تحریر کی تسبیح و ثناء کی یہ بشارت دی کہ شیخ نوح محفوظ پر جو  
لکھتے تھے۔ اور جب حضرت نے سنا کہ شیخ نے الحق غفرلہ و اهلہ منقول  
کما ہو اور سید محمد کیسودر از نے اس کے برعکس کہا تو حضرت فرمایا شیخ  
چلو ان قومید ہر غرض ان مسطورہ نقلوں اور مرقومہ بشارتوں سے خوب  
ہو کہ میرا ان علیہ السلام کا اصلی مذہب محققین کا ہے۔ جو وحدت وجودی کے قائلین  
اور ربما مشکلیں کا مذہب ہے جو شرعی احکام اس سے متعلق ہیں۔ کہ آئی عبد  
تابع محمد رسول اللہ۔ صاحب فصوص نے کہا ہے کہ قائم اولیاء شریعت میں  
تابع اور ولایت میں متبع ہے۔ انصاف نامہ۔ اور اس بارہ میں برسی دلیل  
مندی کا دعویٰ ہے کہ ہر فرد وزن طلب دیدار خدا فرض ستانا کہ  
بچشم سربا چشم دل یا خواب خدا را نہ بنید مومن نا شد مگر طالب صادق  
اور دوسری دلیل کہ احکام حکمات ہے یعنی لا اله الا الله تو ہی لا اله ہوں نہیں۔  
اس میں نفی اسواء حق اور اثبات وجود مطلق ہے کیونکہ تمام بلا و فساد کا فناء وجود  
غیر تو ہے۔ عراقی کہ زشت ہمہ فساد باقی ہو معنی لا اله الا الله لا وجود من الوجود  
فی مذہب السالکین والاشیاء کلہا متعلق بوجود القائل فاذا نفی القائل وجود  
لا یبقی الا من الاشیاء کما هو والک المقصدیق۔ انصاف نامہ۔ نقلت کہ  
بندگی حضرت میرا ترک وجود و اہل صالح فرمودند درویشے را بحال خواہ  
پرسیدند کہ چچ آرزو ہے داری تابیا یا یم گفت جد سے کہ اورا وجود تو  
نابدانی کہ ہم نے بلا و فساد مارا ہمیں وجود ہست۔ انصاف نامہ۔ کسلی ز  
رسول علیہ السلام پرسید کہ معنی دعوت چیست رسول صلعم فرمود خستق را  
حق رسانیدن۔ او گفت در پردہ چہ میگوئی۔ گفت خلق را حق گردانیدن  
انصاف نامہ۔ اور ان نقلوں کی بناء خاص وحدۃ الوجود پر ہے۔ اور جب تک

نو اگر اور مذکورین اختیار اور اعتباری اثبتیہ رہے خدا کا دیدار محال ہو آبیات  
 تا چند حدیث جسم و ابعاد و جہات پڑتا کہ سخن معدن و حیوان و نبات و  
 یک ذرات ناقص بود متفق نہ ذوات پڑ پڑ این کثرت و کمی از شیون ست و صفات  
 ہستی کہ ظہور کند و ہمہ شجر و پودہ خواہی کہ بری بحال و سہ با ہمہ پڑ پڑ  
 رو بر سر و جہاں را میں کہ چسبان پڑ پڑ می دی بود اندر وی و وی در ہمہ پڑ پڑ  
 او بر سر حرف این دان نازد و خط پڑ پڑ پندار و می و لیل بعد مت و خط پڑ  
 در جملہ کائنات بے سہ و غلط پڑ پڑ یک عین بحت دان و یک ذوات و خط پڑ  
 لواخر چو بتیوان لایحہ یہو کہ این عین واحد از غنیت تجرد و مطلق از تعین  
 و تقیدات مذکور حق است۔ و از حدیث تہذیب و کثر کہ بواسطہ تالیس او۔  
 تعینات و تقیدات می نماید خلق و عالم۔ پس عالم ظاہر حق است و حق ہاں  
 عالم۔ عالم پیش از ظهور حق بود۔ و حق بعد از ظهور عین عالم۔ بلکہ فی الحقیقت  
 یک حقیقت است۔ و ظهور و بطون و اولیت و آخریت از نسبت و اعتبارات  
 اویند۔ ہوا الاول والاخر والظاہر والباطن۔ آبیات بر شکل تبار  
 رہزن عشاق حق است پڑ لایکہ عیان در ہمہ آفاق حق است پڑ چیز کہ بود  
 ز روی تفقید جهان پڑ و اشد کہ ہاں ز وجہ اطلاق حق است پڑ چون حق بظاہر  
 شیون گشت عیان پڑ مشہود شد این عالم پڑ سود و زیان پڑ گر باز روند  
 عالم و عالمیان پڑ بارتبہ اجمال حق آید میان پڑ۔ حاصل کلام میرزا علیہ السلام  
 کافرمان مصدقین کے واسطے قطعی بران ہو۔ اور دیدار کے مقدمہ میں میرزا  
 علیہ السلام نے جو فرمایا پڑ اظہر من الشمس ہو۔ مینا کہ فرمایا تا آنکہ آدمی از قیامت  
 بیرون نیاید و مطلق نشود لایق معرفت خدایتعالی نگردد۔ و تا آنکہ گشت  
 پوست و خون بندہ خدا نشود خدایرا نہ بیند۔ و قراول۔ اور جہد حق

تمہید

سیدنا خلیفہ مہدی علیہ السلام کی تاریخ  
اور دورانیہ میں اختلاف ہے

ہندو گمیان کو فرمایا آنچہ دید تحقیق است ہر کہ خدا شود خدا ایرانی بنید۔ اور  
شامی مہدی کی شان میں فرمایا کہ گوشت و پوست و استخوان و خون و ہڈی  
ہمہ الا اللہ شدہ است غرض دیدار کی حالت وہ نہیں ہو کہ جس میں دُوی  
کا اثر ہے سعدی کہ تباہ خودی در خدا را نہیت پڑا زمین نکتہ جز خود  
اگاہیت پڑا السلامت فی الوحدة والا فات بین الاثنین تو ثابت ہوا کہ مہدی  
کے مذہب کا اصل اصول وہ حقائق و اسرار ہیں جو حقیقت سے متعلق ہیں۔  
جیسا کہ صدیق ولایت نے مہدی کی شان میں لکھا ہے کہ میں حقیقت و حقیقت  
والرضوان۔ حقیقت ہی شریعت سے تقدم۔ کیونکہ اسرار حقیقت کا بیان پر  
مہدی کی مقدس ذات پر منحصر ہے جس طرح کہ شرعی احکام رب  
مآب کی ذات پر منحصر تھے۔ ایسا ہی نبوت و ظهور از آدم آمد پڑا کمالش  
در وجود قائم آمد ولایت بود باقی تا سفر کرد پڑا چو نقطہ در جہان دور در گ  
کرد پڑا ظهور کل او باشد بخاتم پڑا از ویاد تمامی دور عالم۔ اس لیے مہدی کی  
خاص پانچون اصحاب نے فرمایا ہے کہ ہم نے جو باتیں کہ میرا ان سے سنی  
ہیں اگر بیان کریں گے۔ سنگ سار کیے جائیں گے۔ ولا تحمل رجال السلیتر  
پس بچھ کلمات علم حقائق سے متعلق ہیں جس کے اظہار سے علماء شریعت  
اس کے مستحق کا خون مباح جانتے ہیں۔ جیسا ابو ہریرہ سے مروی  
ہے کہ میں نے نبی سے دو چیزیں لی تحقیق ایک کو پھینک دیا۔ اور دوسرے کو  
قل کے خون سے چھپا رکھا۔ الخ اب بغور ملاحظہ کیجئے کہ آپ کے مطبوعہ  
پرچہ میں جہاں وحدۃ الوجود کا رد و ابطال ہے۔ حقیقت میں وہ مہدی اور  
کل صحابہ اور تابعین و تبع تابعین کے افعال و احوال کی تردید پر محتمل  
الشیعہ بویۃ اقوالی والطریقۃ افعالی والحقیقۃ احوالی انصاف نامہ۔

تمہید

اس سے پہلے خون کو سلا  
حاصل فائزہ کے  
سے بنانے کے لیے  
اقوال اور حقیقت  
افعال اور حقیقت  
احوال میں

سبحان اللہ آپ خوب سوچا تصدیق اور صدیقیت کی داد دی اور خود ہی  
 گم رہی اور کچھ نہیں اور بد اعتقاد دی کا مورد و مصداق بن گئے اور اس پر  
 حمد ہی اور تمام صوفیاء کرام کے دشنام نامہ کا نام (تعلیم اسم اعظم) کے  
 کے چھپوا کر پراگندہ کیا۔ بھلا اتنا تو سمجھنا تھا کہ صاف ایک تقریر دیدار  
 کے دعویٰ کے خلاف نہیں ہو اور اسکا انکار ذاتِ مہدی کا انکار ہو اور  
 حمدی کا انکار خدا و رسول کا انکار ہو۔ و ما ہذا الا کفر و ضلال۔ اگرچہ  
 اس تمہید میں آپ کے مطبوعہ پرچہ کا رد و البطلان اچھی طرح سے ہو چکا ہو  
 لیکن تعضیلاً بھی عرض کیا جاتا ہو۔ **قوله**۔ تعالیٰ شام سب سے بری ہو۔ ان  
 یہ نہایت نازیبا ہو یہ تخصیص کا مقام تھا۔ یعنی قبائح و ذمائم سے بری ہو۔ نہ  
 مدائح و محامد سے۔ **قوله** نبوت بر سرِ اعظم اچی ہو الخ۔ اس شعر کا معنی  
 بالکل بے ربط ہو اور اصل کس لیے کہ نبوت رسالت اور ولایت کے مقابل  
 ہو۔ نہ رسل اور ولی کے۔ بلکہ ان دونوں کا مناسب ہو انہی نبوت۔ اور  
 اس غلطی کے قطع نظر نبوت کی برزخیت اس امر کو مزاحم نہیں ہو کہ نبی ربوبیت  
 اور عبودیت میں برزخ ہو سکے۔ **قوله** خلیفہ اور مستخلف میں ہر فرق الخ۔  
 اگلی تقریر سے ثابت ہو چکا کہ دونوں میں اعتباری فرق کے سوا کوئی فرق  
 نہیں جیسا کہ جامی نے کہا ہو۔ **سید** جو ان حیوانِ دیوانہ گرد آرام۔ ہر  
 پر و پوش کردہ یوسفش نام ہر قطع نظر اس کے خلیفہ اور مستخلف میں کچھ فرق نہیں ہو  
 بتدی مرنے کی ایک کا استخلف باب استفعال سو اسم فاعل کا بیحد ہو اور انکی اصل غایت  
 فعل کی ہو تو ثابت ہوا کہ خلافت کو چاہئے والا ہی خلیفہ ہو۔ اور اگر معقول کا  
 صیغہ کہیں تو بھی وہی فائدہ ہو۔ **قوله** وہ ظاہر میں شہر معنی میں رب ہر  
 اس میں شک نہیں مولانا روم فرماتے ہیں۔ **سبح** کافران دیدید احمد ذی

۱۹۷۱

۱۹۷۱



اور عین القضاۃ نے کہا ہو۔ اگر ورین حالت و ورین مقام و الیت اور ا  
 بشر خوانند و یا بشر گویند کافر شوند۔ جامی۔ **بلیت** قدم رنگ حدو شاز  
 جان او شست و وجوب الایش ایمان او شست و او صاحب العالیف  
 نے تو اس کی داد دی ہو۔ کہ چون طور نبوت از نور الوہیت است اور اپنی  
 طبیعت نباشد کہ انجہ پیوند است در حقیقت بند است مگر مصطفیٰ ہم ازین گفت  
 سخن معاشر الانبیاء و لائرت و لا نورث و این همان معنی است کہ تم یلد و لم  
 یولد۔ **بلیت** درخت سبز و اند قدرباران و تو خشکی قدرباران را چید و  
 اور اسی کتاب میں ایک تمثیل خباب رسالت کے بارہ میں ایسی لکھی خود  
 میں بیان حقیقت کی داد دی ہو۔ آخر تو کالبدی را دیدہ کہ مرغاب میکند  
 کالبد مرغ بر سر میکند و خود را تا بگردن در آب پنهان میا زد و مرغ میدان  
 کہ این نیز مرغ است بدو تقریب می جوید آندم خبرش میشود کہ اور او شکاری  
 خود مینماید و از مجلس خودی را باید مرغ حیران مینماید و معلومش میشود کہ  
 صیاد بود کہ صیدی نمود این غزوات صوفیاء نیز چنین اند کہ در ایشان غرورت  
 بشریت بیش نماند است و دیگر ہم حق است اول صورت انا بشر مثلکم  
 می نمایند بعد معنی انا الہکم الہ واحد سے رہا بند بنتی۔ **بلیت**  
 تقدیر بیک ناطق نشانید و محل و شما کے حدوث تو دلیل اسے قدم را و  
 موافق پس اسی کے ہر یہ مضمون و جو موسومہ بقعہ ناصری ہو و عقیدہ  
 بزواج یہ انحرابان و کہ ظاہر میں بشر ختم الہی ہو۔ **قولہ** ولایت  
 کی ذات بندہ انحرابان مصطفیٰ کی ولایت خالق کی صفت محمد کا باطن ہند  
 کی ذات ہو۔ اور وہ کسی قایدیر نہیں۔ ہمدی سے فرمایا کہ محمد نبی اور محمد  
 ہمدی کو قاتلین۔ **ابیات** از جم صغی تانہ تا عاقبت عمر و ان شریعت

سیدنا محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 نورانی و ادرت و ادرت و ادرت و ادرت  
 سیدنا محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 سیدنا محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سیدنا محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 نورانی و ادرت و ادرت و ادرت و ادرت  
 سیدنا محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 سیدنا محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم



تا عاقبت تکمل خود اظہار برآمد ہمدی جان خدہ۔ لامکان بے نشان بود و طمشر  
بسیغہ اللہ گو نہ بدش۔ دمن حسن من اللہ نعمت منش۔ ہرچ بہت از لہ  
ست ظہور۔ ہرگز نفیقین شد از خجستہ دش۔ بدے بر شد از ملک دش۔  
محدثش نفی گشت در قدش۔ ہرچ بہت از ولایت ظہور۔ الخ قولہ  
کہین مخلوق بھی ہوتی تو خالق۔ الخ ہمارا بھی یہی اعتقاد ہے۔ بہت کم ممکن  
زحد خویش بگذشت۔ نہ او واجب شد و واجب گشت و نفیقین بود و گزشتی  
جد اشد۔ نہ حق بندہ شد و بندہ خدا شد و قولہ مسنوا الفقر اذا تم ہو اللہ  
ایضاً اسے ہمدی سے بولا عبد اللہ۔ الخ آپ کو اتنی بھی تحقیق نہیں کہ یہاں  
عبدیت سے کیا مراد ہو اور یہ کونسا مرتبہ تو خیر یہ دانست تو اور شے ہو۔  
اتنا تو سمجھنا تھا۔ آیات آنرا کہ فاشیوہ فخر امین است۔ اور ایقین  
معرفت نہ دین سنت و رفت اور میان ہمیں خدا ماند خدا۔ الفقر اذا تم  
فہو اللہ انیت۔ ہمدی نے فہو اللہ کی جائے پر فہو اللہ فرمایا ہو اللہ  
قدیم و داخلی تو خارجی تو ہمدی علیہ السلام نے ہو اللہ کو عبد اللہ فرمایا اپنے  
حضرت کے فرمان کو غور منہیں کیا یہ موقع تحقیق کا ہو شاید کہ اپنے اپنی  
عبدیت پر قیاس کیا ہو۔ اصطلاحات صوفیاء سے واقفیت ضرور ہو۔  
اور سطورہ رباعی میں فہو اللہ کس درجہ پر ہو یعنی پہلے فنا اسکا ثبوت ہو و  
اور فخر امین بنے۔ اور یقین و معرفت و دین و غیرہم کے تعقیدات سے  
بالکلیہ مبرا رہے اور اپنے خودی و ہستی کو باہر ہو کر ذات مطلق کے سوا  
کچھ باقی نہ رہے۔ تب یہ ہو عبد اللہ کا مورد و مصداق ہوتا ہے۔ پھر اپنے  
کس طرح اس عبد اللہ کو اپنی عبدیت پر قیاس کیا اور عین مخلوق و  
حادث سمجھا۔ بھلا اتنا تو دیکھا ہوتا کہ میرا ان علیہ السلام نے اس کے جوہر

جو محمد بن عبد اللہ و محمدی بن عبد اللہ کہا تھا فرمایا کہ لفظ ابن کا سو کا تب ہو۔  
 محمد عبد اللہ و محمدی عبد اللہ۔ اور خدا سے تعالیٰ نے جناب رسالت کو خاتم  
 مقام میں کہ وہ فنا سے ذاتی کا مقام محمد عبدیت سے خطاب کیا کہ اسری عبد  
 لیلہ۔ اگر آپ اسکو اپنی عبدیت پر قیاس کرینگے تو یہ آپ کے لیے جناب  
 اکبر و فدا و اعظم ہوگا حاصل آپ کا مقصود عبدیت سے جو انہنیت پر منحصر  
 زاید و باطل غرض کہ محمدی کا دین بجز مرشد کے حاصل ہونا محال ہے اس لیے  
 سے محمدی نے کامل پیر کی بھت کو فرض ٹھہرایا۔ قولہ نہ کلیں گے کبھی وہ  
 ذہب جہت سے آخر جہات اور اعتبارات کل کو مادی نہیں۔ لولا الاعتبار  
 لبطلت الحکمتہ قولہ خدا ہی خلق ہو خالق خدا ہی۔ اہم اتی انفسہ جس حقیقت  
 میں ایک ہی وجود ہو تو مخلوقات میں اعتباری فرق ہوگا تعقیدی حقیقت میں  
 خلق ہو۔ اطلاق حقیقت سے حق۔ جلیا صاحب فتوحات کا قول ہو۔ ارب  
 اذا نظر فصار عبد او العبد اذا بطن فصار ربا۔ قولہ گئے اوصاف جن میں  
 عبدیت کے اہم آپ کو یہ بھی خبر نہیں کہ عبدیت کیا چیز ہو اور اوصاف کیا ہیں  
 عبدیت نام وہی اوصاف اور مجموعہ تعینات اور تشخصات کا ہے۔ اوصاف کا اور  
 حقیقت میں عبدیت کا ازالہ ہو یہ کیا معنی کہ اوصاف گئے اور عبدیت رہو  
 لا یقولہ العاقل کیونکہ مطلق قید سے مقید ہو جاتا ہو اور مقید رفع قید سے مطلق  
 قولہ ربوبیت سمجھنا عبدیت کو اہم جناب۔ ربوبیت ربوبیت ہو۔ عبدیت  
 عبدیت۔ جو ہر جو ہر ہو۔ عوض عوض۔ بحر بحر ہو۔ موج موج۔ یہ سب تعینات  
 ہیں مگر اصل وجود ایک ہی ہو۔ قولہ کہا جاتی ہے رب نسبتی ہو اہم جاتی ہے  
 کا اعتقاد اکنی تعینات سے ثابت ہو کہ پکے وجود یہ ہیں۔ لولہ شریف ان کے  
 اعتقاد کا ایک سچا نمونہ ہو چنانچہ زین العابدین فرماتے ہیں۔ بلیت یکے میں و

رسالت کے بعد اس کو مانی میں  
 اگر اعتبارات ہوں ملک  
 باطل ہو جائیگی ۱۱۶  
 خدا جب ظاہر ہو تا ہو بندہ  
 ہوتا ہو۔ اور بندہ جیسا مومن  
 سب سے بہتر ہو چنانچہ خدا ہو جاتا  
 ہو ۱۱۷

یکے دان و یکے گوئے پاکیکه خواه و یکے خوان و یکے جوئے **قولہ** اگر گزید  
 وہ باطن بین بشد ہو۔ احرمان آپ اس اعتقاد سے منکمل ہونے سے باز نہ تھیں۔  
 اس پر محقق کا دعویٰ سب سے برین عقل و دانش باید گریست **قولہ** حقیقت  
 جملہ اشیا کی محبت ایک احم سبحان اللہ حضرت سعدی کا کیا سوزن بیان فرمایا جو  
 ہمت نامرد سخن نگفتہ باشد و عجیب و ہنرش نہفتہ باشد۔ اسکو اور اس  
 کے بعد کے اشعار کو نظر غائر سے دیکھئے کہ فیری اور محقق کی شان کس قدر  
 ہوید اور سب سے لے کر گوشت کرہاں پند است کہ کہ متعجب و متیقن کا  
 اثبات ہو رہا ہو حالانکہ خود حدیث۔ انا من نور اللہ و کل شیء من نورہ  
 پر لڑتے ہیں۔ کل کیلئے ایک ہی حقیقت ہو۔ کہ وہ نور محمدی ہو۔ بیدار حیا  
 و احوال نے کہا ہو کہ حقیقت الخالق کہ ذات الہیت تعالیٰ شانہ حقیقتہ ہمد  
 است او فی حد ذاتہ واحد است کہ عدد و راہ و راہ نیست۔ اور شریعت وین لایک  
 میں ہو چون شخصیات و تعینات افراد و انواع کہ مندرجہ است تحت الخیر ان برافق  
 لکن افراد ہر نوعی دروے جمع شوند و چون کمیزات ان انواع را کہ اصول  
 و خواص اند رفع کنی ہمہ و حقیقتہ حیوان جمع شوند و چون کمیزات حیوان را  
 و آنچه باو در تحت جسم نامی اند رفع کنی ہمہ و حقیقتہ جسم نامی جمع  
 شوند و چون کمیزات جسم نامی را و آنچه باو مندرجہ است تحت جسم رفع کنی ہمہ  
 و حقیقتہ جسم جمع شوند و چون کمیزات جسم را و آنچه باو مندرجہ است تحت الجواہر  
 اعنی العقول و النفوس رفع کنی ہمہ و حقیقتہ ممکن جمع شوند و چون باہر الایثار  
 ممکن و واجب رفع کنی ہر دو در وجود مطلق جمع شوند کہ عین حقیقتہ وجود است  
 و بذات خود موجود است نہ بر وجود زاید بذات خود و وجوب صفت ظاہر است  
 و امکان صفت باطن او اعنی الاعیان الایثارہ الحاصلہ تجلیہ علی نفسہ تملکاً بشیوۃ

و این تفسیر است خواه فصول و خواص و خواص تعلیقات و مشخصات همه شیون الهی اند که  
 مشرک و مندرج اند در وحدت ذاتی او لا در مرتبه علم بعوض اعیان تا جبهه برآمدند  
 و ثانیاً در مرتبه عین بواسطه تلبس احکام و آثار ایشان بظاهر وجود که محلی و آمیخته است  
 مباحث و وجود در صورت اعیان خارجی که گرفتند پس نیست در خارج الا  
 حقیقت واحد که بواسطه تلبس شیون و صفات متکثره و متعدد و میباید نیست  
 با آنکه در مضیق مراتب مجوسانند و احکام و آثار آن مقید - رباعی  
 مجید عکون را بقانون سبق ذکر کردیم فخص ورتقا بعد ورق ۴۴۴  
 حق که ندیدیم و نخواهیم در و در جز ذات حق و شیون ذاتیه حق ۴۴۴  
 تو معلوم هوا که تمام اعتبارات این - قوله تو کون بر رافضی و حاجی  
 بنویسم - اگر بخیر و شره من الله بر یکی ایمان ننهین اگر بنویسم بهشتی و دوزخی  
 کیا بنویسم - کل من الله بنویسم تو سزا که لایق کون بنویسم - جب اس پر ایمان ننهین  
 بنویسم - اعتقاد و احسن ظاهر بنویسم یکی کا خدا او بر بدی کا خدا او بر بنویسم - خود را  
 من ذالک الفاء و جامی صاحب کاتبان لایحه بنویسم صفات و احوال  
 و افعال که در ظاهر ظاهر است فی الحقیقه مضاف بحق که ظاهر در آن مظاهر  
 است نه از ظاهر پس اگر اچاناً در بعضی از آنها شکر و نقصان واقع شود  
 از جهت عدیست وجود دیگر تواند بود زیرا که وجود من حیث هو وجود غیر محض  
 است و از هر اسبی وجودی که شکر می شود بواسطه عدیست است  
 وجودی دیگر نه بواسطه آن امری وجودی من حیث هو امری وجودی  
 رباعی هر نعمت که از قبیل خیر است و کمال باشد از نعمت ذات پاک  
 متعالی هر وصف که در حساب شکر است و یا ال ۴۴۴ در تصور قابلیت  
 نال ۴۴۴ حکما در آنکه وجود غیر محض است دعوی ضرورت کرده اند از برای

تو صبح مثالی خد آورہ اند و گفت کہ بر دشلا کہ مفدا شمارست و شتر  
 نسبت با شمار شریعت او نہ از ان جہت است کہ کیفیست از کیفیات جو  
 زیرا کہ او از نخبہ کماست از کمالات بلکہ از ان جہت است کہ سبب شد  
 است مرعدم وصول اثمار را بحالیات لایق خود بخین قتل شلا کہ شریعت  
 شریعت او نہ از جہت قدرت قائلست بر قتل و یا قاطعیت اکت یا قات  
 عضو مقتول مرقع را بلکہ از جہت زوال حیات است و ان امرست عد  
 الی غیر ذلک من الامثلہ رباعی ہر جا کہ وجود کردہ سیر است امی ل و  
 مید ان یقین کہ محض خیرست ایدل و ہر شرز عدم بود عدم غیر وجود و  
 پس شریعتہ مقتضا غیرست ایدل - قولہ حلول و اتحاد ہوتا ہوا ثابت انحر  
 حلول و اتحاد کا مدار شیین کے وجود پر ہو کہ ہمارے مولانا کا شریعت نے آپ  
 جینے قاضی صاحب کو اسکا دندان شکن جواب دیا ہو کہ نحن لا نقبت شیین  
 اور آپ کے قاضی صاحب سے تو یکہ بن نہیں پڑا یہ کہہ بیٹھا کہ گناہ کا عذر  
 گناہ سے بدتر ہو۔ بلکہ اسکو شیین کا اثبات کرنا اور بر ملا الزام دینا لام  
 تھا۔ جواب آپ نے ایک مکمل قاضی کے قول سے تحقیق کی تردید کی ہو  
 آپکا اعتقاد حضرت ہمدی موحی و خلیفہ رب العبود کے مذہب سے تو کجا بلکہ عام  
 صوفیاء کے مذہب و ملت سے آپکو گوشوں دور کر دیا۔ کیونکہ آپکو خلقیہ اللہ  
 کے احکام فرایضی بین بھی کلام ہو۔ اس لئے آپ ہانگ مارے کہتے ہیں  
 کہ ہمدی نے دو گانہ لیلۃ القدر کے سوا کچھ بھی نہیں لایا ہو تو آپکی اس  
 تقریر سے ان فرائض و احکام کا انکار ثابت ہو گیا جن کو ہمدی علیہ السلام  
 نے لائے ہیں جیسے ترک دنیا اور طلب دیدار وغیرہ۔ اور شکر فی حق  
 کا حکم تو آپ خوب جانتے ہیں۔ و السلام علی من اتبع الهدی۔ سلخ ذی الحجہ

یہ ہم دشمنین ثابت کرتے ہیں

قطع

طبع شد این رساله محمود و پذیرفته شد قبول دل عباد حق پد سال طبعش گفت ناغیب  
که ترا از سوسه اعتقاد حق  
۳۰۸ هجری

منور

طبع عهد این رساله  
در شرح حقایق و دقائق  
توکید حقیقت الحقایق  
۳۰۸ هجری

داخل نموده شد	
قلم نموده شد	
تایید نموده شد	

مطبوعه غره محمد امیر احرار ام ۱۳۰۸ هجری نبوی

